13930-حدیث (لاھامۃ ولاصفر ولانوء ولاغول) کا معنی

سوال

میں نے ایک عجیب وغریب حدیث پڑھی جس میں ھامۃ اور صفر اور نوء اور غول کی نفی کی گئی ہے ، تو ان عبارتوں کا معنی کیا ہے ؟

پسندیدہ جواب

ھامۃ (اھل جاہلیت کا عقیدہ تھا کہ میت کی ہڈیاں ایک پرندے کی شکل اختیار کرلیتی ہیں ۔

صفر (اھل جاہلیت یہ بھی ایک عقیدہ تھا کہ پیٹ کے کیڑوں سے موت متعدی ہے) ۔

نوء (اہل جاھلیت کہتے تھے کہ بارش ایک ستارہ کی بنا پر ہوتی ہے) ۔

غول (یہ بھی ایک عقیدہ تھا کہ جن میں سے ایک قسم یا چھلاوہ یا بھوت ہے جو مسافر کو اس کے راستے سے بھٹکا دیتا ہے)

ابن مفلح حنبلی رحمہ اللہ تعالی کا قول ہے :

مسند احمد اور صحیحین وغیرہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ (نہ تو ھامہ اور نہ ہی صفر ہے)

اور مسلم وغیرہ کی روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں (اور نہ ہی نوء اور غول بھی نہیں) ۔

تو الھامۃ الھام کا مفرد ہے ، اور اہل جاھلیت یہ کہتے تھے کہ جو کوئی مرنے کے بعد دفن ہو تو اس کی قبر سے ایک پرندہ نکلتا ہے ، اور عرب کا یہ گمان تھا کہ میت کی ھڈیاں پرندے کی شکل اختیار کر کے اڑجاتی ہیں ، اور وہ یہ بھی کہتے تھے کہ مقتول اپنی کھوپڑی سے نکل کر یہ کہتا رہتا ہے کہ مجھے پلاؤ مجھے پلاؤ حتی کہ اس کا انتقام لیا جاتا اور قاتل کو قتل کر دیا جاتا ۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان (ولا صفر) اس میں ایک قول تو یہ ہے کہ اہل جاہلیت صفر کے مہینہ کو منحوس قرار دیتے تھے ۔

اورایک قول یہ ہے کہ : عرب یہ خیال کرتے تھے کہ پیٹ میں ایک قسم کا کیڑا ہوتا ہے جوجماع کے وقت اذیت دیتا ہے اوریہ متعدی ہے توشارع نے اسے باطل قرار دیا ۔

اورامام مالک رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں کہ اہل جاہلیت ایک سال صفر کا مہینہ حلال اوردوسرے سال حرام قرار دیتے تھے ۔

اورالنوء : انواء کی واحد ہے ، اوریہ اٹھارہ منزلیں جوکہ چاند کی منزلیں ہیں اسی کے متعلق اللہ تعالی کا فرمان ہے :

.{اورہم نے چاند کی منزلیں مقرر فرمائیں}.

اورمغرب میں ہرتیرہ (13) راتوں میں ایک منزل طلوع فجر کے وقت گرجاتی اوراس کے مقابلہ میں مشرق میں اسی وقت ایک طلوع ہوجاتی ہے توسال پورا ہونے پر یہ سب ختم ہوجاتی ہیں ، عرب کا خیال تھا کہ ایک منزل کے گرنے اوراس کے مقابلہ میں دوسری کا طلوع ہونے سے بارش ہوتی ہے تواس لیے وہ بارش کواس نوء کی طرف منسوب کرتے تھے ۔

اوراسے نوء اس لیے کہا گیا ہے کہ مغرب میں ایک گرتی ہے تومشرق میں دوسری طلوع ہوجاتی ہے ، اوریہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے یہ غروب مراد ہے تواس طرح یہ اضداد میں سے ہوا ۔

توجس نے بارش اللہ تعالی کا فعل بنائی اور مطرنا بنوء کذا سے یہ مراد لیا کہ ہمیں بارش اس وقت حاصل ہوئی ، یعنی اللہ تعالی نے یہ عادت رکھی ہے کہ ہمیں اس وقت بارش حاصل ہو توہمارے ہاں اس کی حرمت اور کراہت میں اختلاف ہے ۔

الغول : غیلان میں سے ایک ہے جوکہ جنوں اورشیطانوں کی جنس ہے ، عرب میں مشہور تھا کہ بھوت اورچھلاوہ کھلی جگھوں پر ہوتے ہیں اورلوگوں سے آنکھ مچولی کھیل کرانہیں مختلف شکلوں میں ظاہر ہوکرراستے سے بھٹکاتے اورہلاک کردیتے ہیں ، توشارع نے یہ عقیدہ باطل قرار دیا ۔

اوریہ بھی کہا گیا ہے کہ : اس میں غول بھوت کی نفی نہیں بلکہ اس میں اس عقیدے کی نفی ہے جوعرب رکھتے تھے کہ بھوت مختلف شکلوں میں آکرانہیں گمراہ کردیتا ہے ، تومعنی یہ ہوگا کہ وہ کسی کوگمراہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتا ، اس معنی کی شاھد صحیح مسلم وغیرہ کی وہ حدیث ہے جس میں یہ مذکور ہے کہ لاغول لکن السعالی ، بھوت نہیں بلکہ چھلاوہ ہے ، اورسعالی جنوں کے جادوگرہیں جنہیں تخیل اور تلبیس میں ملکہ حاصل ہے ۔

خلال نے طاوس سے بیان کیا ہے کہ ایک آدمی ان کے ساتھ ہولیا توکوا چیخنے لگا کہ خیر ہے خیر توطاوس اسے کہنے لگے یہ اس کے پاس کونسی خیر اور کونسا شر ہے ؟ میرے ساتھ نہ چلو۔ الاداب الشرعیۃ (3/369-370) ۔

ابن قیم رحمہ اللہ تعالی کا قول ہے :

بعض کا یہ کہنا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قول (مریض صحیح بدن والے پر سے نہ گزرے) منسوخ ہے اور اس کا ناسخ (لاعدوی) کہ کوئی بیماری متعدی نہیں ۔ یہ قول صحیح نہیں ، یہ اس میں سے ہی ہے جو ابھی اوپر گذرا ہے کہ منہی عنہ وہ قسم ہے جس کی اجازت نہیں ، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کی نفی اس قول (لاعدوی ولا صفر) میں ہے وہ یہ ہے کہ جس عقیدہ پر اہل جاہلیت تھے اور اور اپنے کفر وشرک کے ثبوت پر قیاس کرتے تھے ۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس نفی کہ مریض صحیح پر سے نہ گذرے کی دو تاویلیں ہیں :

پہلی :

نفس کے ورطہ میں پڑجانے کا کچھ نہ کچھ خطرہ کہ ہوسکتا ہے اللہ تعالی اس سے متعدی بیماری کو مقدر کردے ۔

تو اس میں صحیح شخص کو تشویش میں بتلا ہونے اور اسے متعدی بیماری کا اعتقاد پیش آئے گا تو یہ دونوں کسی بھی حال میں منافی نہیں ۔

دوسری :

یہ تو اس پر دلالت کرتا ہے کہ مریض کا صحیح شخص پر ورود ایک ایسا سبب بن سکتا جس سے اللہ تعالی اس میں مرض پیدا کردے تو اس کا ورود سبب ہوگا ، اور ہوسکتا ہے اللہ تعالی اس کی تاثیر ایسے اسباب سے پھیر دے جو اس کے مخالف ہوں یا پھر اسے قوت سببیہ روک دے ، اور یہ خالص توحید اور اہل شرک کے عقیدہ کے خلاف ہے ۔

اور یہ نفی بھی اسی طرح کی ہے جس میں اللہ تعالی نے قیامت کے دن شفاعت کی نفی فرماتے ہوئے کہا ہے :

﴿جس دن نہ تو خرید وفروخت ہوگی اور نہ ہی کوئی دوستی اور سفارش ﴾

تواحادیث متواترہ صحیحہ جوکہ سفارش کے ثبوت کی صراحت کرتی ہیں کے اوراس آیت میں کوئ تضاد نہیں اللہ تعالی نے تواس سفارش کی نفی کی ہے جومشرکین کے ہاں معروف تھی کہ سفارش کرنے والا اجازت کی بغیر ہی سفارش کرے ۔

اورجوسفارش اللہ تعالی اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت کی ہے وہ سفارش تواجازت ملنے کے بعدہوگی جیساکہ اللہ تعالی نے فرمایا :

.{کون ہے جواس کے ہاں اس کی اجازت کے بغیر سفارش کرے ؟}. ۔

اوراللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

.{اوروہ سفارش بھی اس کے لیے کریں گے جس پراللہ تعالی راضی ہوگا}. ۔

اورفرمان باری تعالی ہے :

.{اوراس کے پاس سفارش نفع نہیں دے گی مگرجسے اس کی اجازت دی جائے}. ۔ حاشیۃ تھذیب سنن ابی داود(10/289–291) ۔

اوراللہ تعالی ہی صحیح راہ کی توفیق بخشنے والا ہے ۔ .

واللہ تعالی اعلم .